عہد نبوی کے تربیتی ادارے، نصاب، اہمیت و اسلوب سیرت طیبہ ﷺ کے تناظر میں

مولانا خلیل احمد خدا بخش بلوچ
اُستاذ جامعہ بنوریہ العالمیہ کراچی
فاضل مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب، ڈپلومہ قضاء اسلامی مدینہ یونیورسٹی

ABSTRACT

Molana Khalel Ahmad Khuda Bakhsh Bluch

The Training institutions, during the life of prophet, their syllabus, methodology and significance in the context of prophetic conduct.

In this thesis the meaning of training (TARBIYAH) is described and then the educational and training institutions during the life of prophet Muhammad (p.b.u.h) are mentioned. In the light of Prophetic teachings the principles and significance of training are discussed. The advantages of applying these principals in the process of teaching have also been death with.

At the end of thesis, besides the recommendations and suggestions, a short curriculum sketh is also pointed at to help the people of Pakistan for designing a new educational curriculum. It will help the people of land to acquire their set aims and objectives of education and training.

آپ ﷺ کی شخصیت تاریکیوں کو نور اور رہنمائی سے مزین کرنے کی ایسی عظیم الشان صلاحیت رکھتی ہے، جس سے ٹکرا کر ظلم و جور فسق و فجور، جہالت اور تاریکی خود بخود دم توڑ دیتی ہے، کیونکہ خالق کائنات نے آپ ﷺ کو انسان کامل کے طور پر مبعوث فرمایا اور سب سے اولین وحی بھی تعلیم و تدریس کے اولین قاعدے ''اقراء'' سے شروع ہوئی اور ساتھ ہی علم اور قلم کا ذکر ہوا:

اقراء باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء و
ربك الاکرم الذی علم بالقلم۔ (۱)

ایک منفرد اعزاز ہے جو تمام مذاہب اور جملہ انبیاء علیہم السلام میں سے صرف آپ ﷺ کو حاصل ہوا ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا:

انما بعثت معلما — (۲)

بلاشبہ میں معلم و مربی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس انداز میں دین اسلام کی تبلیغ فرمائی وہ نہ صرف یہ کہ انتہائی کامیاب و موثر ہے بلکہ اس میں تعلیم و تربیت کے ایسے اوصاف بھی نمایاں ہیں جو معلمین و مربیین دونوں کے لئے روشن مثال کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مسجد نبوی ﷺ کی پہلی درسگاہ اور اصحاب صفہ پر مشتمل طالب علموں کی پہلی جماعت نے جلد ہی اتنی وسعت اختیار کرلی، جس کی مثال دینے سے دنیا قاصر ہے۔ آپ ﷺ نے پہلے خود تعلیم و تربیت دی۔ پھر دوسروں کو تعلیم و تربیت دینے کے لئے کامل افراد کا انتخاب فرمادیا۔

چنانچہ تعلیم و تربیت کا یہ سلسلہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی جاری و ساری رہا۔ آپ ﷺ کے منتخب کردہ، ان تربیت یافتہ معلمین نے درس و تدریس میں جس مہارت کا ثبوت دیا وہ آپ ﷺ کی ہمہ گیر تربیت ہی کا نتیجہ ہوسکتا تھا، جس کے اثرات تادیر محسوس کئے جاتے رہے، ابتدائی دور میں تعلیم صرف مذہبی عقائد توحید، رسالت بعثت وحشر تک محدود رہی، لیکن بہت جلد اسے دوسرے موضوعات تک وسعت دے دی گئی۔ تعلیم و تربیت کا دہ

نصاب اتنا جامع اور متوازن تھا کہ اس میں زندگی کے تمام شعبوں کو قیامت تک باہم مربوط کر دیا گیا تھا، اور اس کے اصول اسلامی تعلیمات کے عین مطابق تھے، کیونکہ قرآن کریم اور احادیث میں زندگی کو ایک اکائی تصور کر کے اس میں تبدیلی و اصلاح کی تعلیم دی گئی:

ویخلق ما لا تعلمون — (۳)

یہ تصور انتہائی عقلی اور سائنسی ہے کہ انسان کو عقل اور حواس دے کر زمین، فضاء، خلاء، اجسام اور انبیاء علیہم السلام کی حیات طیبہ پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔

تعلیم و تربیت کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

علم کے معنی: ''معلومات اور یعنی جاننے اور پہچاننے'' کے ہیں، یہ باب ''سمع'' سے ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: رجل عالم و علیم - (۴) اس کی جمع علوم اور عالم کی جمع علماء اور علام آتی ہے۔(۵) امام راغب اصفہانی علم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

العلم ادراك الشئ بحقيقة وذلك ضربان احدهما ادراك الشئ والثانی الحكم على الشئ بوجود الشئ هو موجودله او نفی شيئی هو منفی عنه- (٦)

علم کسی شئے کی حقیقت کے ادراک کا نام ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ علم کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

العلم نور فی قلب المؤمن مقتبس من مصابيح مشكوٰة النبوة من اقوال المحمديه و افعال الاحمدية واحوال المحمودية يهتدى به الى الله و صفاته وافعاله و احكامه—(۷)

علم وہ نور ہے جو قلب مومن میں موجزن ہوتا ہے اور مشکوٰۃ نبوت کے چراغوں سے آپ ﷺ کے اقوال و افعال اور احوال کی صورت میں ماخوذ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ، اس کی صفات افعال و احکام کی جانب رہنمائی

کرتا ہے۔

لفظ تعلیم اسی مادہ ''علم'' سے باب تفعیل سے ہے اس کے معنی ہیں ''علم دینا'' (۸) تعلیم کے لئے انگریزی میں لفظ ''ایجوکیشن'' (Education) استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں ''تعلیم وتربیت'' (۹) اور اس کا مصدر ''ایجوکیٹ'' (Educate) ہے۔ جس کے معنی ہیں ''تربیت دینا'' (۱۰) انسائیکلوپیڈیا آف ڈکشنریز کے مطابق، تعلیم انسانی ذہن اور مختلف اعضاء کو مہذب وتربیت یافتہ بنانے کا نام ہے۔ (۱۱) تربیت، نشأة تنشئة، بمعنی ''تدریب فنی'' معهد التربية، مركز التربية دار التربية، بمعنی ''تربیت گاہ''

تربیت کنندہ: بمعنی ''مربی'' ہے۔ (۱۲) اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ تربیت اسلامی اصطلاح میں ایسے شخص اور فرد کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کا اخلاق وکردار اور گفتار اسلام و شریعت مطہرہ کی پاکیزہ تعلیمات کے مطابق اور اس سے ہم آہنگ ہو۔

بچوں کی تعلیم وتربیت کا حکم قرآن اور سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں

بحیثیت مسلمان ہم پر فرض ہے کہ ہم جو عمل بھی کریں اس کی شرعی حیثیت قرآن و حدیث سے معلوم کریں کہ آیا یہ فرض ہے یا واجب ہے۔ تربیت وتعلیم کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يا ايها الذين آمنو اقوا انفسكم واهليكم ناراً۔ (۱۳)

اے ایمان والو! دوزخ کے عذاب سے اپنے اور اپنے اہل وعیال کو بچاؤ

علامہ ابن القیم، امام شافعی اور علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ: ''یہ آیت کریمہ تربیت کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

كلكم راع و كلكم مسؤل عن رعيته۔ (۱۴)

تم میں سے ہر ایک اپنے ماتحت کا نگہبان ہے اور تم میں ہر ایک سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت سے اس کی رعیت اور عوام کے

بارے میں سوال ہوگا۔ قبیلہ اور برادری کے ذمہ دار سے اس کی قوم و برادری کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی، اور شوہر سے اس کے گھر اور اہل و عیال کے بارے میں استفسار کیا جائے گا، عورت سے اس کے بچوں و ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

یہ سوال ظاہر ہے کہ اخلاق، تعلیم و تربیت، احکام الٰہی پر عمل اور اطاعت رسول سب کے بارے میں ہوگا۔ بچوں کی تربیت کے حوالہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

> ''اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کی تلقین کرو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے انہیں مارو اور ان کے بستر الگ کر دو''۔(۱۵)

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

> ''اپنے بچوں کو ادب و تربیت دو کیونکہ تم سے اس کا سوال ہوگا کہ تم نے ان کو کیا ادب سکھایا، اور کیسی تعلیم و تربیت دی اور بچوں سے آپ کی بھلائی اور اطاعت کے بارے میں پوچھ ہوگی''(۱۶)

ابو سعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

> ''جس کا بچہ پیدا ہو اس کو چاہیے کہ بچے کا اچھا اسلامی نام رکھے اور اس کی صحیح تربیت کرے۔ پس جب وہ بالغ ہو تو اس کی شادی کسی اچھے اور دیندار گھرانہ میں کرادیں''(۱۷)

تربیت کو آسان سمجھ کر نہیں لینا چاہیے، بلکہ کسی بھی مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ تربیت کی اہمیت و حیثیت سمجھتے ہوئے سنجیدگی سے پہلے خود سمجھے، کیونکہ علماء اسلاف تربیت کو کم درجہ کی بات نہیں سمجھتے تھے، بلکہ اس کو ایسا فرض جانتے تھے جس طرح نماز روزہ وغیرہ کی فرضیت و اہمیت ہے۔ لہٰذا وہ دیگر فرائض کی طرح تربیت و تعلیم کی تلقین فرماتے تھے۔ تاکہ مربی اور سربراہ یہ نہ سمجھے کہ تربیت ایک اختیاری چیز ہے جب دل چاہا کرلیں، جب نہیں چاہا تو چھوڑ دیں۔ تربیت کرنے والا اپنے اور اپنے اہل و عیال اور ماتحتوں کو دوزخ کا ایندھن

بننے سے بچانے والا ہے اور نہ کرنے والا اپنے آپ کو بشمول ماتحتوں کے دوزخ میں لے جانے والا ہوتا ہے۔ لہٰذا مربی وتربیت کنندگان کو ہمہ وقت اس بات کا خیال کرنا چاہئے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں ہو رہی ہے یا نہیں۔ (۱۸)

بچوں کے لئے تعلیم وتربیت کی اہمیت:

تربیت کا ماخذ قرآن وسنت ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون- (۱۹)

ہو جاؤ تربیت کرنے والے اس کے جو کچھ تم پڑھاتے اور سکھاتے ہو''۔

مفسرین حضرات فرماتے ہیں لفظ ''ربانی'' اس آدمی کے لئے بولا جاتا ہے، جو لوگوں کے معاملات حکمت وبصیرت سے حل کرنا جانتا ہو۔-(۲۰) اسی وجہ سے مؤدب یعنی ادب دینے والے اور تربیت کرنے والے کو حکیم اور مصلح بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ لقمان حکیم کو حکمت کے ساتھ متصف کرنے کا سبب بھی یہی ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو نصیحت وتربیت دینے میں حریص تھے تاکہ اس کی اصلاح ہو جائے۔ کہیں وہ اپنے لخت جگر سے فرماتے ہیں:

یا بنیّ لا تشرك باللہ – (۲۱)

اے میرے بچے اللہ تعالیٰ سے شرک نہ کرنا۔

کبھی نصیحت کرتے ہیں:

واغضض من صوتك ان نكر الاصوات لصوت الحمير (۲۲)

اے میر بچے بات کرتے وقت اپنی آواز کو پست رکھنا کیونکہ سب سے بری آواز گدھے کی ہوتی ہے۔

گدھا بلند آواز سے ہینکتا ہے۔ نیز ''ربانی'' کا اطلاق عالم باعمل پر اور مربی استاذ پر بھی ہوتا ہے۔ باری تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

والربانیون والاحبار بما استحفظوامن کتاب اللّٰه۔ (۲۳)

کہ وہ تربیت کرنے والے علماء جنہوں نے کتاب اللہ سے کچھ یاد کیا۔

اسی طرح ارشاد ہے:

لولا ینھا ھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت۔ (۲۴)

اگر ان کو منع نہ کرتے تربیت کرنے والے علماء جھوٹی باتوں سے اور سود کھانے سے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ما من مولد الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ۔ (۲۵)

جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اپنی تربیت کی وجہ سے یا تو اسے یہودی بناتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ربانی'' علماء اور فقہاء کو کہا جاتا ہے، یہی مذہب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی ہے، اور اسی کو ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے۔ (۲۶) امام بخاری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ربانی'' وہ ہے جو اپنے بچوں کو بلوغت سے پہلے علم وتربیت دیتے ہیں۔ علامہ اصمعی رحمہ اللہ علیہ اور علامہ اسماعیل رحمہ اللہ علیہ دونوں حضرات فرماتے ہیں: ''ربانی'' کی نسبت رب کی طرف ہے، یعنی تربیت دینے والا اپنے ماتحتوں کو اسی طرح تربیت دے جس طرح رب العالمین و خالق کائنات کا مقصد و منشا ہو۔ (۲۷)

تعلیم وتربیت کی اہمیت احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں:

تعلیم وتربیت کی اہمیت کو احادیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو ایک جہاں معنی اور

ایک گنجینہ علم وحکمت سے انسان آشنا ہوتا ہے۔ احادیث میں تعلیم وتربیت حسنہ کو انسان کی اولین ضرورت اور اس کے حصول کو بڑی فضیلت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ چند احادیث ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

تعلیم دینے (۲۸) والے یعنی معلم ومربی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

۱...... خیر کی تعلیم دینے والے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ، فرشتے اور آسمان وزمین والے حتیٰ کہ چونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں دعائے خیر کرتی ہیں۔ (۲۹)

۲...... طالب علم کو یہ بشارت سنائی کہ فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ (۳۰)

۳...... ایک روایت میں آپ ﷺ نے عالم ومربی کو چاند سے تشبیہ دی۔ فرمایا: عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے چاند کی تمام ستاروں پر فضیلت ہے۔ علماء تو انبیاء کے وارث ہیں۔

۴...... آپ ﷺ نے طلب علم میں سرگرداں افراد کو جنت کی بشارت سنائی۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کوئی راستہ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردیتے ہیں۔ (۳۲)

۵...... اور طالب علم کو ایک بشارت سنائی آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم کی طلب میں گھر سے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستے میں ہے جب تک لوٹ نہ آئے۔ (۳۳)

۶...... ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے طلب علم کو بھوک سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ بھوکا، طالب علم ہے اور سب سے زیادہ پیٹ بھرا وہ ہے جسے علم کی طلب نہ ہو۔ (۳۴)

۷...... ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو عالم بن یا طالب علم بن، اس کے علاوہ بھلائی

کی کوئی صورت نہیں۔

۸﴾...... ایک روایت میں عالم کو عابد پر فضیلت دیتے ہوئے فرمایا: دین کی سمجھ رکھنے والا شخص شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

۹﴾...... ایک اور موقعہ پر فرمایا: ''عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی کم مرتبہ والے شخص پر ہے۔

۱۰﴾...... طالب علموں کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا کفیل بن جاتا ہے۔

۱۱﴾...... حصول علم کو آپ ﷺ نے گناہوں کا کفارہ قرار دیا فرمایا: جو شخص علم حاصل کرتا ہے اس کا یہ عمل اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

۱۲﴾...... عالم و مربی کی موت کو آپ ﷺ نے ایک بہت بڑا سانحہ قرار دیا ہے کہ عالم کی موت سے اسلام میں ایسا شگاف پڑ جاتا ہے جس کو بند نہیں کیا جاسکتا خواہ لیل و نہار کتنے ہی بدل جائیں۔

۱۳﴾...... راہ علم میں محرومی بھی باعث ثواب ہے مخبر صادق ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص کسی علم کی تحصیل میں لگا پھر اسے حاصل کرلیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو حصے ثواب لکھے گا۔ اور جو شخص کسی علم کی تحصیل میں لگا اور اسے حاصل نہ کرسکا تو اس کے لئے ایک حصہ ثواب ہوگا۔

۱۴﴾...... آپ ﷺ نے خصوصی طور پر عورتوں کی تعلیم و تربیت کے حوالہ سے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی عورتوں اور بیٹیوں کی بہتر تعلیم کرے۔

۱۵﴾...... آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں ہوں وہ ان کی تربیت اور اخراجات پر صبر کرے تو قیامت کے دن اس کے لئے یہ بیٹیاں آگ سے ڈھال ہونگیں۔ (۴۳)

یہ چند احادیث بطور مثال پیش کی گئیں۔ ورنہ صرف اس موضوع پر احادیث کی بڑی

بڑی کتابیں موجود ہیں، جن سے اسلام میں علم و تحصیل علم کی اہمیت اور تربیت اسلامی کی ضرورت کا اندازہ ہوتا ہے۔(۴۴) اس عنوان پر گفتگو کا اختتام ابن شہاب زہری کے اس قول پر کرتے ہیں، امام مالک رحمہ اللہ علیہ ان سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: ''اللہ کی قسم اگر کوئی شخص دین کے معاملے میں مجھ سے مشورہ کرے اور میں غور و فکر کے بعد اسے راہ حق بتادوں تاکہ اس کے دین کی اصلاح اور تربیت ہو جائے تو میرے نزدیک یہ ایک سو غزوات میں شرکت سے بہتر ہے۔''(۴۵)

عہد نبوی ﷺ کی چند تربیتی درسگاہیں

آپ ﷺ نے جس مثالی نظام تعلیم کی بنیاد رکھی اس کے مراکز مساجد و مدارس تھے۔ یہ ادارے اسلام کے آغاز ہی سے وجود میں آ گئے تھے، کچھ کا تعلق مکہ سے تھا، کچھ کا مدینہ سے اور کچھ ادارے بیرون ممالک میں تھے، جیسے آج کل بہت سے اداروں کا بیرونی یونیورسٹی سے الحاق ہوتا ہے ان میں سے کچھ درسگاہیں فل ٹائم کے لئے تھیں، کچھ پارٹ ٹائم کے لئے جیسے آج کل صبح و شام کے اسکول و کالجز ہوتے ہیں۔

مکی درسگاہیں:

۱﴾...... پہلی درسگاہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں بنائی جس میں نماز پڑھتے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے، اور صحابہ کرامؓ کی اخلاقی تربیت فرماتے تھے۔

۲﴾...... فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کی درسگاہ اور گھر جہاں میاں، بیوی کو حضرت خباب رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ خلیفہ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اسی درسگاہ کی تعلیم و تربیت سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔

۳﴾...... تیسری درسگاہ دار ارقم تھی، جسے ارقم رضی اللہ عنہ نے کوہ صفا پر قائم کیا تھا، جہاں نومسلموں کو اسلام کی تعلیم و تربیت دی جاتی تھی۔(۴۶)

مدنی درسگاہیں:

پہلی درسگاہ مسجد بنوزریق میں تھی۔ یہاں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ تعلیم و تربیت دیتے تھے۔(۴۷) دوسری تربیت گاہ مسجد قباء میں تھی۔ جس میں سالم اور معاذ رضی اللہ عنہما امامت و تربیت فرماتے تھے۔(۴۸) تیسری درسگاہ نقیع الخصمات میں تھی۔ جہاں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مربی اور استاذ تھے۔(۴۹)

مسجد نبوی ﷺ اور تربیت گاہ صفہ:

ان درسگاہوں کا تعلق آغاز اسلام سے ہے۔ بعد میں اور بے شمار درسگاہیں بھی قائم ہوئیں۔ ہجرت کے بعد سب سے عظیم درسگاہ مسجد نبوی ﷺ تھی۔ گویا یہ پہلی باقاعدہ یونیورسٹی تھی، جہاں اصحاب صفہ مستقل طور پر علم و تربیت حاصل کرتے تھے۔ جیسے آج کل ہاسٹل ہوتے ہیں، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد ہمارے درمیان بیٹھ جاتے تھے اور ہم آپ ﷺ سے اسلامی علوم کے بارے میں سوالات کرتے تھے۔''(۵۰) گویا صبح سے تعلیم و تربیت کا آغاز ہو جاتا تھا۔ اصحاب صفہ کی تعداد عام طور پر ساٹھ سے ستر ہوتی تھی، کبھی چار سو افراد تک تعداد پہنچ جاتی تھی۔ قاضی اطہر رحمہ اللہ علیہ نے سو افراد کی فہرست پیش کی ہے۔(۵۱) جسے دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں تعلیم کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں تھی۔ اسی طرح یہاں تعلیم حاصل کرنے والے فارسی، رومی، حبشی، ہندی، یمنی اور شامی غرض ہر قوم و نسل کے افراد ہوتے تھے۔(۵۲) اس تربیت گاہ کے طالب علم مرد بھی تھے، خواتین بھی، صحیح الجسم بھی تھے اور معذور و نابینا بھی۔(۵۳) کبھی باہر سے لوگ وفود کی شکل میں علم حاصل کرنے آتے۔ یہاں علم حاصل کر کے اپنے علاقوں میں واپس جا کر علمی خدمات بجالاتے۔ ان وفود میں وفد عبدالقیس، وفد ثقیف، وفد خولا، وفد تجیب، وفد سلامان، وفد تمیم، وفد بجیلہ، وفد نخع اور وفد مزینہ کے تذکرے ملتے ہیں۔ ان وفود میں چند افراد سے لے کر چار سو افراد تک کی تعداد بیان کی گئی ہے۔(۵۴) خود آپ ﷺ بھی

مختلف قبائل اور علاقوں کی طرف علماء کو تدریس اور تربیت کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ جیسے ''بجیلہ'' کے دو قبائل ''عضل'' اور ''قارہ'' کے مطالبہ پر چھ علماء، مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں بھیجے۔(۵۵) اہل یمن کے مطالبہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلم بنا کر بھیجا۔(۵۶) پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔(۵۷) ان کے بعد معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔(۵۸) آپ ﷺ کے زمانہ سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی درسگاہیں، فروغ علم اور تربیت اسلام کے لئے قائم کیں۔ ایسی تقریباً نوے تربیت گاہوں کا تذکرہ قاضی اطہر رحمہ اللہ علیہ نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔(۵۹)

تعلیم وتربیت کی مرکزی درس گاہ ''صفہ'' کی اہم خصوصیات

معلم ومربی: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی درس گاہ میں جو مضامین پڑھائے جاتے نیز دیگر تفصیل درج ذیل ہے:

نصاب تعلیم:

حفظ قرآن کریم یعنی سورتیں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں، اور ساتھ ساتھ وحی لکھی جاتی تھی۔ احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واتم التسلیم کو حفظ یاد کرنا اور اس کو عمل میں لانا۔ فن قرأت وتجوید کے ساتھ قرآن پڑھنا۔ اجنبی زبانوں کی تعلیم حاصل کرنا۔ مثلاً عبرانی، سریانی، فارسی، رومی، قبطی وحبشی وغیرہ چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (کاتب الوحی) کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے یہ زبانیں بہت جلد سیکھ لی تھیں۔ اسی طرح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی بہت ساری زبانیں جانتے تھے۔ علم الطیور، علم الزراعۃ ''زرعی علوم''، علم الھیئۃ، علم الانساب وغیرہ۔

تعداد طلبا:

طلباء کی کل تعداد چار سو تک تھی، بعض اوقات ستر یا اسی تک بھی رہی، تعلیم وتربیت عام اور لازمی تھی۔

تعلیم بالغان:

کاروبار کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرصت کے وقت تعلیم و تربیت حاصل کرتے۔

مخصوص اساتذہ کرام:

فن قرأت میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ علم المیراث میں زید بن ثابتؓ علم الفقہ میں، حضرت معاذ بن جبلؓ و ابن مسعودؓ اساتذہ تھے۔

تعلیم نسواں:

ان کے لئے خصوصی مجالس وعظ منعقد کی جاتی تھیں، اور تعلیم کے لئے معلّمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

مضامین برائے خواتین:

دینی مضامین اور چرخہ کاتنا گھریلو صنعتیں وغیرہ۔(٦٠)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درسگاہ صفہ کے ذریعے جو نظام تعلیم و تربیت دنیا کو دیا اس میں حسب ذیل خصوصیات تھیں۔ ا۔امیر وغریب کے درمیان کوئی امتیاز نہ تھا۔٢۔اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی، احتساب، آخرت، تکمیل اخلاق اور تبلیغ اسلام جیسے مقاصد اس نظام تعلیم کا حصہ تھے۔ یکساں نصاب، مفت تعلیم و تربیت، اساتذہ کی مکمل کفالت، دین و دنیا کی یکجائی اور پاکیزہ ترین تعلیم اور تربیتی ماحول صفہ یونیورسٹی کے عناصر ترکیبی تھے۔(٦١)

تربیت تعلیمات نبوی ﷺ کے تناظر میں:

اسلامی تعلیمات میں تعلیم اگر جسم ہے تو تربیت اس کی روح ہے۔ اس لحاظ سے تربیت کے بغیر مثالی تعلیم کا تصور اور حصول ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مقاصد بعثت نبوی ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

یتلو اعلیھم آیاتہ ویزکیھم۔ (۶۲)

فرما کر نبوت کا فریضہ قرار دیا کہ تعلیم کے ساتھ طلباء کی تربیت بھی کریں، آپ ﷺ معلم کے ساتھ مربی بھی تھے۔

تربیت کا لفظ اضافہ، اصلاح اور اہل بنانے کے معنی میں آتا ہے۔ (۶۳) بقول بیضاوی رحمہ اللہ علیہ تربیت کا معنی رفتہ رفتہ کمال تک پہنچانا ہے۔ (۶۴) یہی امام راغب رحمہ اللہ کی رائے بھی ہے۔ (۶۵) انگلش میں تربیت کے لئے ٹرینگ کا لفظ آتا ہے۔ لہٰذا تربیت کی تعریف یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جو فطرت سلیمہ اور متنوع استعداد ودیعت رکھی ہے، اس کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق حفاظت کرنا اور اس میں رفتہ رفتہ اضافہ کرنا یہاں تک کہ وہ درجہ کمال تک پہنچ جائے۔

تربیت کا موضوع انسان ہے۔ اس سے غرض یہ ہے کہ انسان کائنات کی ذمہ داریوں کو تعلیمات نبویہ ﷺ کی روشنی میں ادا کرے۔ (۶۶) مغرب میں تربیت ثانوی درجہ کی چیز ہے اس لئے وہ اسے ہم نصابی سرگرمیاں کہتے ہیں۔ تعلیم میں تربیت کی اہمیت کا اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے مقاصد بعثت میں سب سے اہم اسی کو قرار دیا گیا ہے۔ (۶۷) قرآن کریم کی متعدد آیات سے تربیت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے، تربیت کا مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے، یہ تربیت شریعت پر عمل کرنے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے تعلیمات نبوی ﷺ کا مطالعہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ (۶۸)

تربیت کی اساتذہ معاشرہ اور طلباء تینوں کو ضرورت ہے، اس پر پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی کا بہت اہم مقالہ بعنوان ''عصر حاضر کے نظام تعلیم میں اساتذہ وطلباء کی تربیت کی ضرورت اور اس کا طریقہ کار'' ہے جو جامعہ کراچی کے رسالہ المعارف السلامیہ میں شائع ہو چکا ہے۔ (۶۹) اس موضوع پر امام غزالی، ابن خلدون اور قاضی جماعۃ رحمہم اللہ تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ ضرورت عملاً نصاب کا حصہ بنانے کی ہے۔

تربیت نبوی ﷺ کے ثمرات

مدینہ منورہ میں تحریک اسلامی کو آزاد ماحول میسر آیا تو معلم کتاب وحکمت ﷺ نے سب سے پہلے تعلیم وتربیت کے مسئلے کو مستقل اور پائیدار بنیادوں پر حل کرنے کی طرف توجہ فرمائی، آپ ﷺ کی پیغمبرانہ حکمت وبصیرت کا فیصلہ یہ ہوا کہ تعلیم وتربیت کا مرکز ایسا ہونا چاہئے جہاں ہر روز مقررہ اوقات پر مسلمانوں کا اجتماع ہو، اس اجتماع کی حیثیت گویا فرض و وجوب والی ہو۔ نیز اس سے کچھ ایسے افراد تربیت حاصل کرسکیں جو مستقبل میں دین الٰہی کی خدمت میں کماحقہ معاون ثابت ہوں اور امت کی رہنمائی وتربیت کے لئے مرجع بنیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ ﷺ نے مسجد کو منتخب فرمایا، اس اعتبار سے مسجد نبوی ﷺ اسلام کا پہلا مرکز تعلیم وتربیت تھا، آج بھی اس کی اہمیت بعینہ وہی ہے، بشرطیکہ خلافت اسلامیہ کا قیام اور سیاست اسلامیہ کا رواج ہو۔ جس کے لئے آج کی زبان میں جامعہ یا یونیورسٹی کی تعبیر اختیار کی جاسکتی ہے۔ اس یونیورسٹی کا نصاب تعلیم وتربیت کیا تھا اور اس کے ذریعے آپ ﷺ نے ثقافتی مسئلے کو کن بنیادوں پر حل کیا؟ اس کا جواب قرآن مجید نے ہر زمان ومکان کے انسان کی رشد وہدایت کے لئے اپنے اندر محفوظ کرلیا اور وہ یہ ہے فرمایا ''جس طرح (منجملہ اور نعمتوں کے) ہم نے تم میں تم ہی میں سے ایک رسول بنا کر بھیجا ہے جو تمہیں ہماری آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے تمہارا تزکیہ کرتا ہے، تمہیں کتاب (قرآن) اور حکمت سکھاتا ہے، اور تمہیں ان باتوں کی تعلیم دیتا ہے جن کا تمہیں علم نہ تھا۔ (۷۰)

تربیت نبوی ﷺ کے چند شاہکار:

اس سے معلوم ہوا کہ اس پہلی اسلامی یونیورسٹی (صفہ) کا نصاب اصولی طور پر یہ تھا، قرأت وفہم قرآن، تزکیہ نفس یعنی تربیت، تعلیم حکمت اور علوم نو کی تعلیم۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کی خاطر آپ ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ کے کنارے ایک جگہ مخصوص کرلی، جسے اس کے سائبان کی وجہ سے ''صفہ،، کہتے ہیں جس میں ہر چھوٹا بڑا تعلیم وتربیت حاصل کرتا تھا۔ اس

یونیورسٹی کی تربیت یافتہ شخصیات ہیں جو بعد میں امت مسلمہ کے لئے رہنما و امام بنیں۔ سب اپنی مثال آپ تھے۔ چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ کی شان یہ تھی کہ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن کریم پڑھوں''۔(۷۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ قرأت، تفسیر اور علم القضاء میں درجہ اختصاص رکھتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن السلمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہتر کوئی قاری نہیں دیکھا۔(۷۲) علقمہ رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کر کے کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل مدینہ کا سب سے بڑا قاضی شمار کیا جاتا تھا۔(۷۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ''ہمارے سب سے بڑے قاضی علی بن ابی طالب اور سب سے بڑے قاری ابی ابن کعب رضی اللہ عنہما ہیں۔''(۷۴) عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ قرآن کریم کا علم رکھتے تھے۔''(۷۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''وہ علم سے بھرا ہوا ایک مشکیزہ ہیں میں نے ان کو اپنے سے بہتر سمجھتے ہوئے اہل قادسیہ کے لئے ترجیح دی ہے۔''(۷۶)

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بہت بڑے عالم، فقیہ اور مفتی و قاضی تھے، مگر جب لوگ ان سے مسائل پوچھتے تو وہ فرماتے کہ ''جب تک تمہارے اندر یہ فرد ابن مسعود موجود ہے مجھ سے مسائل مت پوچھو۔(۷۷) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں علم الفرائض کا سب سے زیادہ جاننے والا زید بن ثابت ہے''(۷۸) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''میری امت میں حلال وحرام کا سب سے زیادہ جاننے والا معاذ بن جبل ہے۔''(۷۹) متخصصین و مربیین میں سے چند شخصیات کا نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا۔ ان لوگوں نے تھوڑے عرصے میں نہ صرف جزیرہ العرب بلکہ قیصر و کسریٰ کی مملکتوں میں بھی اسلامی علوم وفنون کی دھاک اپنے اخلاق حسنہ کے بل بوتے پر بٹھادی تھی۔ اسلامی علوم وفنون کا یہ سورج ایک ہزار سال کے لگ بھگ

پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا کو تربیت دیتا ہوا دنیا کو روشن کرتا رہا۔

آپ ﷺ کی جانب سے معلمین کی تربیت کے رہنما اصول:

آپ ﷺ کے اصول تدریس و تربیت بہت زیادہ ہیں۔ اختصار کے ساتھ ان میں سے انتہائی اہم اصول زیر قلم کر رہا ہوں۔

۱...... جو علم زیادہ مفید ہوں طلباء کو ان کی طرف متوجہ کرے۔ آپ ﷺ ایک دفعہ اپنے گھر سے نکلے دیکھا مسجد میں دو الگ الگ جماعتیں حلقہ بنا کر مصروف ہیں: ''ایک تلاوت کلام پاک میں، دوسری درس و تدریس'' میں آپ ﷺ نے دونوں کی تحسین فرمانے کے بعد فرمایا:

انما بعثت معلما(۸۰)

گویا آپ نے محفل ذکر پر تعلیم و تربیت فراہم کرنے والی محفل کو ترجیح دی۔

۲...... علم کو محفوظ کرنے کے لئے طلبہ کو لکھنے کی ترغیب و تربیت دینی چاہئے فرمایا:

ضع القلم علی اذنك (۸۱)

قلم کو کان پر رکھ لیا کرو۔

۳...... معلم و مربی کو طلباء کی آسانی ملحوظ رکھنی چاہئے فرمایا:

ولکن بعثنی معلما میسراً — (۸۲)

۴...... تربیت یافتہ طلباء کو اصول سمجھانے کے بعد اپنے علاقہ میں تدریس و تربیت کے لئے بھیج دینا چاہئے۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''آپ ﷺ نے ہمیں نہایت مہربانی سے علم سکھایا۔ پھر حکم دیا جاؤ اپنے اہل و عیال کو علم سکھاؤ، ان کی تربیت کرو اور اسی طرح نماز پڑھو جیسے میں پڑھتا ہوں اور تم میں جو عمر میں بڑا ہو وہی امامت کرائے۔''(۸۳)

۵...... استاذ لیکچر ہمیشہ آسان الفاظ میں رک رک کر سمجھاتے ہوئے واضح الفاظ میں دے، تاکہ طلباء سمجھ کر یاد کر سکیں۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ

بعض باتوں کو تین تین دفعہ دہراتے تھے تاکہ یاد ہو جائے۔'' (۸۴)

۶ ...... طلباء کے سوالات کو غور سے سننا چاہئے، اور ان کے ساتھ گھل مل جانا چاہئے۔ شمائل ترمذی کی روایت ہے کہ: ''آپ ﷺ اہل مجلس کے ہر شخص کی بات توجہ سے سنتے۔ اہل مجلس جس بات پر ہنستے آپ ﷺ بھی ہنستے۔ جس بات پر وہ تعجب کا اظہار کرتے آپ ﷺ بھی متعجب ہوتے۔'' (۸۵)

۷ ...... ہر طالب علم سے یکساں سلوک و محبت رکھنی چاہئے۔ ایک دیہاتی نے دوران خطبہ آپ ﷺ کو روک کر سوالات کئے یہ آداب محفل کے خلاف تھا مگر آپ ﷺ خطبہ دینے والی کرسی سے نیچے آئے اس کو جوابات دیئے پھر اپنا خطبہ مکمل فرمایا۔ (۸۶)

۸ ...... معلم و مربی کو کسی بھی وقت طالب علم کے سوال کا تحمل سے جواب دینا چاہئے۔ مسلم کی روایت ہے ایک دیہاتی نے دوران سفر اونٹنی کی لگام پکڑ کر سوالات پوچھنے شروع کر دیئے، آپ ﷺ نے نہایت تحمل کے ساتھ جوابات دے کر صرف اتنا فرمایا: ''اب تو جانے دو یعنی کوئی سخت بات نہیں فرمائی''۔ (۸۷)

۹ ...... معلم کی ذمہ داری ہے وہ طلباء کو دین کے ساتھ دنیاوی معاملات بھی سکھائے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی دنیا کو آخرت کی وجہ سے نہ چھوڑے۔'' (۸۸) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے ساتھ دنیاوی فرائض بھی نبھانے چاہئیں۔

۱۰ ...... استاذ و مربی کو اپنے آپ کو قول و عمل دونوں میں مثالی شخصیت بنانے کی کوشش کرنی چاہئے، کیونکہ طالب علم ہمیشہ اپنے استاذ و معلم سے فکر و عمل اخذ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے آپ ﷺ کو لوگوں کے لئے ''اسوۂ حسنہ'' بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ (۸۹) ابو عائش عبدالمنعم ابراہیم نے اپنی مشہور کتاب ''**تربیۃ البنات فی الاسلام**'' میں معلم اور تربیت کرنے والے کے لئے آٹھ صفات کو ضروری قرار دیا ہے لہٰذا ہر مربی کو چاہئے کہ ان عمدہ صفات سے متصف ہونے کی

کوشش کرے۔ ملاحظہ کیجئے:

۱﴾ تربیت کرنے والا صاحب حکمت وبصیرت ہو، ۲﴾ مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اہل اصلاح میں سے ہو، ۳﴾ وہ لوگوں کے عرف اور ثقافت سے باخبر ہو۔ ۴﴾ خیر و صلاح کی نیت سے اچھی تربیت کرنے والا ہو، ۵﴾ عالم باعمل ہو نیز تربیت کے رموز سے واقف ہو، ۶﴾ تربیت تدریج وتحمل سے کرنے والا ہو یعنی اس میں بے صبری نہ ہوں، ۷﴾ اپنی تربیت پر خود بھی عمل کرنے والا ہو، ۸﴾ اور اس تربیت سے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت رکھنے والا ہو۔(۹۰)

مثالی معلم ومربی تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں:

علم نافع کی ترسیل کما حقہ وہی کرسکتا ہے کہ جس میں مربیانہ صفات موجود ہوں۔ صحیح مسلم نے عیاض رحمہ اللہ علیہ سے طویل حدیث نقل کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

الا ان ربی امرنی ان اعلمکم ماجهلتم (۹۱)

مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ جو علم اس نے مجھے سکھایا ہے وہ تمہیں سکھاؤں۔

پھر فرمایا:

جو علم کو چھپاتا ہے طلباء کو نہیں دیتا قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔(۹۲)

بخاری ومسلم میں سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے حوالہ سے طویل حدیث منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک سائل کے جواب میں یہ جملہ کہا: "انا اعلم" اللہ تعالیٰ کو یہ جملہ ناپسند آیا پھر انہیں تعلیم وتربیت کے لئے حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعے اس طرف توجہ دلائی کہ "اللہ اعلم" اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔(۹۳)

قاضی اطہر مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طالب علموں کے بارے میں پیش گوئی فرما کر ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور دین کی

تعلیم و تربیت دینے کی تاکید فرمائی تھی۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا تھا:

سیاتیکم شباب من اقطار الارض یطلبون الحدیث اذا جاؤکم فاستوا جبھم خیرا

عنقریب تمہارے پاس زمین کے اطراف سے نوجوان علم حدیث حاصل کرنے آئیں گے جب وہ آئیں تو تم ان کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھنا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اہل قریش کے حلقہ سے گزرے اور فرمایا: ''تم لوگوں نے ان لڑکوں کو کیوں نظر انداز کر رکھا ہے۔ ایسا نہ کرو ان کے لئے مجلس میں گنجائش نکالو، اور ان کو حدیث سناؤ، انہیں سمجھاؤ اور ان کی تربیت کرو۔ یہ صغار قوم ہیں، عنقریب کبار قوم ہو جائیں گے تم لوگ بھی صغار قوم تھے اور آج کبار قوم ہو۔'' (۹۴) درسگاہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نوخیز اور نوجوان طلباء آگے چل کر علوم نبوت کے وارث و معلم بنے، اور ان کا شمار طبقہ تابعین کے ائمہ کبار میں ہوا، وصیت نبوی کے مطابق حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے حلقہ نشینوں اور شاگردوں کے ساتھ انتہائی شفقت، محبت، ایثار اور خلوص کا معاملہ کیا ان کی تربیت اور دل جوئی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک سب سے محترم کون ہے؟ تو فرمایا کہ میرا وہ ہمنشین جو حاضرین مجلس کو پھاندتا ہوا میرے پاس آ کر بیٹھ جاتا ہے، اگر میرا بس چلے تو اس کے چہرے پر مکھی نہ بیٹھنے دوں کیونکہ اس کے جسم پر مکھی بیٹھتی ہے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (۹۵) ابوالعالیہ رباح رحمہ اللہ نے غلامی کی حالت میں قرآن کریم پڑھنا اور لکھنا سیکھا۔ وہ کہتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مجھے اپنے تخت پر بٹھاتے تھے حالانکہ قریش کے اعیان واشراف نیچے بیٹھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ''یوں ہی علم عزت وشرافت بڑھاتا ہے، اور عالم کو بادشاہ کی طرح تخت پر بٹھاتا ہے۔'' (۹۷)

آپ ﷺ کی مثالی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے شاگردوں کو بڑے پیار اور مشفق انداز میں تربیت دیتے اور اچھے اخلاق کے ساتھ تعلیم فرماتے تھے۔ چنانچہ ابتداء اسلام میں احکامات خداوندی حکمت خاص کے تحت تبدیل ہوتے رہتے تھے، اور ابتداء اسلام میں نماز کی حالت میں باتیں جائز تھیں۔ معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ مدینہ سے شام کی طرف عازم سفر ہوئے۔ واپسی پر یہ حکم منسوخ ہو چکا تھا، لیکن موصوف کو تنسیخ احکام کا علم نہیں تھا۔ جب مسجد پہنچے تو لوگ حالت نماز میں تھے آپؓ نے پوچھا کتنی رکعتیں گزری ہیں؟ کسی نے جواب نہیں دیا تو غصہ ہوئے۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور بہت پیارے انداز میں سمجھایا کہ حالت نماز میں بات کرنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے اور آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وکونوللہ قانتین۔ (۹۷)

آپ ﷺ کی اس تربیت سے متاثر ہو کر معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ نے کہا:

مارأیت معلما قبله ولا بعده احسن تعلیمامنه۔ (۹۸)

اللہ کی قسم میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے زیادہ بہتر معلم نہیں دیکھا۔

ماہر تعلیم مولانا فضل اللہ حکومت کو مشورہ دیتے ہوئے مثالی معلم و مربی کی صفات بیان کرتے ہیں۔ ''شیخ الاسلام کو چاہئے کہ وہ اپنے عہدہ پر متمکن ہوتے ہی سب سے پہلے علماء و مربیین کے بارے میں استفسار کرے اور ان کے علمی مرتبے، مربیانہ ذہن اور فہم رسا طریق تعلیم، قوت اجتہاد، افتاء اور تدریس کا اندازہ لگائے، وہ اس پر بھی غور کرے کہ کس عالم کا رجحان کس صنف علم کی طرف ہے، اور وہ کونسا مضمون دوسرے علماء کی نسبت احسن طریقے سے پڑھا سکتا ہے یہ سب کچھ جاننے کے بعد شیخ الاسلام اس کا مختلف مدارس میں تقرر کرے۔ (۹۹)

معروف ماہر تعلیم کمبل وائیلز نے مثالی معلم و مربی کی درج ذیل صفات بیان کی ہیں،

جن پر عمل کر کے ہر کوئی مقبول استاذ و مربی بن سکتا ہے۔ ۱﴾ طلباء کو اصل نام سے پکارنا۔ ۲﴾ دوسروں کے خیالات پر توجہ دے۔ طلباء کے سوالات سنجیدگی سے سنے۔ ۴﴾ طلباء پر طنز اور ان کی تضحیک سے احتراز کرے۔ ۵﴾ طلباء کے لئے پریشانی پیدا کرنے سے پرہیز کرے۔ ۶﴾ دوستانہ و مربیانہ روش کی حوصلہ افزائی کرے۔ ۷﴾ طلباء کا خیر مقدم کرے۔ ۸﴾ غیر حاضر طلباء کا معاملہ سنجیدگی سے لے۔ ۹﴾ طلباء کی نشستوں پر توجہ دیں کہ کہاں بیٹھنا ہے۔ ۱۰﴾ جماعتی کام کے لئے کمیٹیاں قائم کرے۔ ۱۱﴾ طلباء میں مشترک اوصاف پر زور دے۔ ۱۲﴾ طلباء کو کلاس سے نکالنے سے پہلے سنجیدگی سے غور کرے۔ ۱۳﴾ طلباء سے خوش اخلاقی اور مشفقانہ و مربیانہ انداز سے پیش آئے۔ (۱۰۰) آپ ﷺ نے اپنے عمل اور تعلیمات کے ذریعے مثالی معلم و مربی کے کردار کو واضح فرمایا ہے جس کا اپنوں کے علاوہ غیروں نے بھی اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ رابرٹ ایل گالک (Bobert. L.L. Gullick) لکھتے ہیں: ''بنی نوع انسان کو عظیم تر آزادی و مسرت کی طرف رہ نمائی کرنے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت معلم و مربی کا درجہ رکھتے تھے۔'' (۱۰۱)

تربیت کے حوالہ سے چند مثالیں:

آپ ﷺ انسانی طبقات کے ہر شعبے کو اس کے مزاج کے مطابق تربیت دیتے تھے۔ چنانچہ ایک بچہ عمر بن ابی سلمہ کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

یا غلام بسم اللّٰہ کل بیمینك و کل ممایلیك—(۱۰۲)

اے بچے بسم اللہ پڑھ کر کھانا دائیں ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھا۔

آپ ﷺ نے والدین کو حکم دیا:

اکرم ولدك واحسن ادبه — (۱۰۳)

اپنے بچوں کا اکرام کرو اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اس کو اپنے نوزائیدہ بچے کے نسب میں شک تھا۔ کیونکہ بچے کا رنگ باپ کے رنگ سے الگ تھا، آپ ﷺ نے ان کی اخلاقی و اجتماعی

بیت فرمائی تا کہ اس کا شک زائل ہو جائے۔ مثال سے سمجھاتے ہوئے فرمایا:

هل لك من ابل

کیا آپ کے پاس اونٹ ہیں؟ سائل کہنے لگا ہاں فرمایا:

ما الوانها؟

ان کا رنگ کیسا ہے؟ کہنے لگا وہ تو سرخ ہیں فرمایا:

هل فيها اورق

کیا ان میں گندم گوں رنگ کا اونٹ ہے؟ کہنے لگا ہاں ہے؟ فرمایا.

فأين ذلك

یہ رنگ ان میں کہاں سے آیا؟ کہنے لگا شاید اس کو نسلی و نسبی طرف سے یہ رنگ آیا ہو، فرمایا:

لعل ابنك هذا نزعه

شاید آپ کے اس بچے کو بھی آپ کی نسل کی وجہ سے یہ رنگ آیا ہو، وہ آدمی اپنی غلطی کو سمجھا۔ اس بچے کو اپنے نسب سے مان لیا اور اپنی بیوی پر تہمت سے باز آیا اس طرح اس کی تربیت ہوئی۔ (۱۰۴)

اسی طرح ایک نوجوان آپ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے قریب آ جاؤ'' وہ قریب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ آپ کی ماں یا بہن یا خالہ اور چچی کے ساتھ کوئی زنا کرے؟'' کہنے لگا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح لوگ اپنے محرموں کے ساتھ زنا کو پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ نوجوان کے سینے پر رکھا اور فرمایا:

اللّٰهم اغفر ذنبه وطهر قلبه وحصن فرجه

اے اللہ! اس کے گناہ معاف فرما، اور اس کے دل کو پاک کر دیں، اور

اس کی شرمگاہ کو محفوظ فرما'' اس تربیت کے بعد وہ نوجوان کبھی زنا کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔(۱۰۵)

آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی باندی کو اچھی تعلیم اور عمدہ تربیت دے۔ اس کے لئے دوگنا ثواب ہے۔(۱۰۶) خود آپ ﷺ نے اپنی اُم بیوی المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ شفاء العدویہ نامی عورت سے لکھنا، پڑھنا سیکھ لو۔(۱۰۷) اسی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا کہ بڑی بڑی صاحب علم خواتین پیدا ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

خذوانصف دینکم عن هذه الحمراء—(۱۰۸)

''اپنا آدھا دین ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سیکھو''

اسی طرح کی کئی مثالیں آپ ﷺ کی تربیت کے حوالے سے ملتی ہیں، لیکن طوالت کے خوف سے انہی چند مثالوں پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ ''عاقل را اشارہ کافی است''

مفکرین کے نزدیک تربیت کی اہمیت:

مصر کے مشہور اخبار ایجپٹ میں ایک عیسائی عالم نے لکھا: ''ہم عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ کرتے ہیں تو ایک نمایاں فرق یہ نظر آتا ہے کہ عیسائی مذہب کے راستہ میں جب علوم و فنون آگئے تو اس نے نہایت بے دردی کے ساتھ ان کو پامال کیا، لیکن اسلام نے خود علوم و فنون و تربیت کی بنیادیں قائم کیں، عیسائیت و مجوسیت نے جن شائقین علوم کو شوق علم کے جرم میں جلاوطن کیا اسلام نے انہیں اپنے دامن میں پناہ دی۔ جس طرح عیسائیت علم و تمدن و تربیت کے میدان میں اسلام کے دوش بدوش نہیں چل سکتی اسی طرح اخلاقی تربیت میں بھی اسلام کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔(۱۰۹) مشہور محقق و مذہبی مصنف ''موسیو لیلیٰ'' کا قول ڈاکٹر گستاولی بان نے اپنی کتاب ''تمدن عرب'' میں نقل کیا ہے کہ: اسی قدر کہنا کافی ہے کہ وہ مسلمان قوم جس کو تعلیم و تربیت دینے کا دعویٰ یورپ کررہا ہے فی الواقع وہ قوم ہے جس سے خود سے سبق لینا چاہیے۔''(۱۱۰)

امام غزالی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''دینی اور شرعی تعلیم و تربیت نصاب کا لازمی

حصہ ہے۔''

تعلیم وتربیت کا طریقہ اور ماہرین کی آراء:

پہلی رائے ہے کہ مذہب کے عام اصول سے بحث کی جائے تاکہ طالب علم کے دماغ میں مذہب کے اصول ذہن نشین ہوں، جن کا تعلق ایمان، عبادات، اعمال اور اخلاق و تربیت سے ہو، جن کے بغیر زندگی بسر کرنا ناممکن ہے۔(۱۱۱) ابن خلدون رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''قرآن و درس قرآن کریم ہر مسلمان بچے کی تعلیم وتربیت کا ایک ضروری جز ہے، پہلے بچے کو عربی پڑھائی جائے، اس کے بعد ریاضی اور ہندسے کی مشق کرائی جائے، پھر قرآن کریم کی تعلیم دی جائے۔''(۱۱۲)

علامہ اعزاز علی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بنیادی چیز یہ ہے کہ تلمیذ کا تعلق استاذ سے قوی ہو، اس میں ادب بھی ہو، تعظیم وتربیت کے حوالے سے اعتماد کامل بھی ہو، اس میں جتنی کمی ہوگی، استعداد میں اتنی ہی کمی ہوگی۔''(۱۱۳) مولانا سلیم اللہ خان حفظہ اللہ فرماتے ہیں: ''معاشرے میں اثر رکھنے والی قوتوں میں اہم قوت تعلیم وتربیت ہے، لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ نظریاتی مملکت پاکستان میں وہی غلامانہ ذہنیت والا نظام تعلیم جاری ہے اور نہ صرف جاری ہے بلکہ اس کی روز بروز حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔اس کے برعکس وہ نظام تعلیم وتربیت جس نے پچھلے تاریک دور میں بھی امت مسلمہ کی رہنمائی کا بیڑا اٹھایا تھا اور آج بھی ایک پختہ نظریاتی مسلمان پیدا کرنے میں سو فیصد کامیاب ہے، وہ چاروں طرف سے طنز، طعنہ، تنقید اور نفرت کا نشانہ بن رہا ہے۔''(۱۱۴)

قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ہم نے اپنے ذمے مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کا کام لیا ہے کہ ہم انہیں پستی اور سرنگوں حالت سے نکالیں اور انہیں سربلند کریں۔ یہ کام صرف الفاظ اور نعروں سے نہیں ہوگا بلکہ ہمارے سامنے تشکیل وتعمیر کا کام ہے۔''(۱۱۵)

''آپ کو اپنے ذاتی اور انفرادی مفادات ہمارے ان الفاظ کے آگے قربان کر دینا

چاہئے ہمارے الفاظ یہ ہیں: ایمان، اتحاد تنظیم'' (۱۱۶) اپنی تعلیم و تربیت اس طرح کریں کہ آپ پر ذمہ داری آئے تو زندگی کے حوادث کا دلیری، حوصلے اور جرات و اعتماد کے ساتھ مقابلہ کرسکیں۔ (۱۱۷)

نواب زادہ لیاقت علی خان رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ہماری دینی تعلیم و تربیت ہو یا دنیاوی تعلیم ہو ایسی ہو کہ زندگی کے ہر شعبے کے متعلق وسیع معنی میں وہ نقطہ نظر پیدا کردے، جو قرون اولی کے مسلمانوں کا تھا ان میں عالم کم تھے مگر ہر ایک مسلمان کامل تھا، ماہرین سیاست، جنرل، تاجر، مزدور، میاں، بیوی، ماں، باپ اور اولاد ہر منصب کے فرائض وہ مسلمان کی حیثیت اور اسلامی نقطہ نظر سے انجام دیتے تھے، زندگی میں جامعیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ (۱۱۸)

مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: ''محض ایک گھنٹے اسلامیات کے چند مہم اسباق پڑھادینے سے قیامت تک وہ قوم پیدا نہیں ہوسکتی جو ایک آزاد اسلامی ریاست کے حقیقی تقاضوں کو پورا کرسکے بلکہ اس کے لئے اپنی تعلیم و تربیت کے پورے نظام و نصاب میں انقلاب تبدیلیوں کی ضرورت ہے، ایسی انقلابی تبدیلیوں کی، جو ہماری تعلیم کو اس مہلک اور جان لیواز ہر سے پاک کرسکے جو لارڈ میکالے نے پوری قوم کو انگریزوں کا غلام بنانے کے لئے اس میں سمودیا تھا۔ (۱۱۹)

ان تاثرات و آراء کا جائزہ لینے کے بعد یہ افسوس ناک حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے کہ ہمارا موجودہ نظام تعلیم و تربیت ان مقاصد کو پورا کرنے میں حد درجہ ناکام ثابت ہورہا ہے، اور ہم باسٹھ سال کے بعد بھی مملکت خداداد پاکستان کو ایک متفقہ نصاب تعلیم اور اخلاقی تربیت دینے میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ اس وقت ملک دو نصاب تعلیم میں منقسم ہے جن کے فاضلین کو بھی دو نام سے جانا جاتا ہے ''مسٹر'' اور ''ملا'' یقیناً یہ تقسیم اتحاد و اتفاق کے لئے سودمند نہیں۔ یہ ہمیں ختم کرنا ہوگی۔ لہٰذا اسلامی مقاصد تعلیم و تربیت کی روشنی میں اور ماہرین تعلیم (جامعات، مدارس اور کالج، یونیورسٹی کے سربراہوں) کی آراء اور تجاویز سے رہنمائی

حاصل کرتے ہوئے نئے نظام تعلیم کا اجراء اور نفاذ ناگزیر ہے جو ہمارے ملی وقومی تقاضوں کو پورا کر سکے اور ہماری دینی، مذہبی، اخلاقی اور ثقافتی روایات کا نگہبان بنے۔

سفارشات اور تجاویز:

مملکت خداداد پاکستان میں تعلیم وتربیت کے درمیان مثالی ہم آہنگی ارشادات نبویہ علیٰ ارشادات نبویہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ واتم التسلیم کی روشنی میں کیسے آجائیں اس کے لئے چند سفارشات پیش کی جاتی ہیں ملاحظہ ہوں:

ہمارے نظام تعلیم میں ایک بہت بڑی کمی اور نقص یہ ہے کہ تعلیم وتربیت سے وہ لوگ وابسطہ ہیں جن کو اس شعبہ سے نظریاتی اور ذہنی وابستگی نہیں ہے۔ وہ مجبوراً معلم ومربی بنے ہوئے ہیں۔ پہلے تو ان لوگوں کو استاذ بھرتی کیا جائے جن کو اسے پیشے سے لگاؤ ہو۔ پھر سب اساتذہ کی درست اور صحیح طریقہ پر تربیت کی جائے اور انہیں باور کرایا جائے کہ وہ ایک معمولی کام سرانجام نہیں دے رہے ہیں، بلکہ وہ انبیاء کرام والا کام کر رہے ہیں۔ انسانوں کو انسان بنانا، انہیں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور انہیں انسانوں کی غلامی سے نکالنا، اللہ کی زمین سے سرکشی کو ختم کرنا۔ یہ فرائض ہیں جن کے لئے استاذ کو تیار کیا جاتا ہے، لیکن اگر استاذ کا رخ درست نہیں ہوگا تو کئی نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا'' (۱۲۰) اس حدیث سے استاذ کا منصب اور اس کی ذمہ داریوں کا پتہ چلتا ہے، منصبی طور پر استاذ وہ کام کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام علیہم السلام نے انجام دیا تھا، حقیقی بات یہ ہے اگر استاذ کو یہ احساس ہو جائے کہ وہ کتنا قیمتی کام سرانجام دے رہا ہے اور وہ اس کو کسی صحیح نیت سے سرانجام دے رہا ہے؟ تو اس کا ہر لحہ عبادت ہے اور اس کی ہر کوشش کار نبوت کی تکمیل ہے۔ اسی بناء پر یہ حقیقت ہے کہ تعلیم وتربیت کا میدان سب سے زیادہ فیصلہ کن میدان ہے اور اس سلسلہ میں سب سے زیادہ ذمہ داری استاذ پر عائد ہوتی ہے۔

مختصر عملی خاکہ:

چونکہ ہمارا موجودہ نظام تعلیم چاہے یونیورسٹی اور کالجز کا ہو یا مدارس اور جامعات کا دونوں میں کافی حد تک خامیاں ہیں، جس کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے ان باسٹھ سالوں میں ہمیں اس نظام سے وہ نتائج وثمرات نہیں ملے جو ایک اسلامی وفلاحی ریاست کی تکمیل کے لئے ہونے چاہئیے، سوائے یہ کہ ہم ''مسٹر'' و ''ملا'' میں تقسیم ہوگئے، لہٰذا اس مختصر خاکہ میں اس جانب اشارہ ہے کہ ایک ایسا نصاب تعلیم مرتب ہو جو اس تفریق کو ختم کردے، جس میں ہماری دینی و دنیوی ضروریات کا مکمل احاطہ ہو اور یہ ممکن بھی ہے ہمارے سامنے اس وقت خلیجی ممالک ہیں، خصوصاً سعودی عربیہ جہاں ایک نصاب تعلیم کے تحت تعلیم وتربیت ہورہی ہے، اسی طرح اسلامی ملک ''ملائیشیا'' بھی ہمارے لئے زندہ مثال ہے جہاں بیک وقت یونیورسٹی سے حافظ قرآن، انجینئر، عالم دین، ڈاکٹر فارغ ہورہے ہیں۔ ذیل میں مختصر تعلیم وتربیت کے مراحل پیش کئے جاتے ہیں: اس مختصر خاکہ کے مطابق نصاب تیار کرنے کے لئے دونوں طرف سے ماہرین کی کمیٹی کا قیام ضروری ہوگا۔

۱﴾...... پہلا مرحلہ ابتدائیہ یا پرائمری تک (ایک تا پانچ) کا ہوگا، اس میں اردو تحریر، ناظرہ قرآن کریم، ارکان اسلام کا خلاصہ نماز مکمل، مختصر عقائد، تربیت اسلامیہ کے بنیادی چند نمونے، ابتدائی ریاضی اور مختصر تاریخ اسلام عہد امویہ تک نیز چوتھی پانچویں جماعت میں انگریزی کے ابتدائی اسباق اور قرآن پاک کے دو پارے حفظ۔

۲﴾...... متوسطہ یا مڈل کا مرحلہ ہوگا اس میں چھٹی تا آٹھویں جماعت شامل ہوگی۔ اس درجے میں انگریزی، اسلامیات سیرت، حدیث اور فقہ کی ابتدائی کتابیں، معاشرتی علوم کے اسباق شامل ہونگے، نیز قرآن پاک کے آٹھ پارے مع تجوید حفظ۔

۳﴾...... اگلا یہ مرحلہ میٹرک یا ثانویہ کا ہوگا اس میں چار گروپ قائم ہونگے (الف) درس نظامی، (ب) آرٹس (ج) کامرس (د) سائنس۔ اس میں اسلامیات، عربی، انگلش، تاریخ کے اسباق اور حفظ دس پارے لازمی ہونگے۔ صرف سائنس اور کامرس والوں کے

لئے ان کے اسباق پر زیادہ توجہ ہوگی، اس کے مقابلے میں درس نظامی والوں کے لئے ان سالوں میں تفسیر، حدیث، فقہ، تربیت اسلامی اور تاریخ اسلامی اموی دور سے عثمانی دور کے اختتام تک، اسی طرح آرٹس والے اپنے شعبے کے چند ضروری اسباق پر توجہ دیں گے، زیادہ تر نصاب لازمی اور سب کے لئے مساوی ہوگا۔

﴿۴﴾...... اگلا مرحلہ انٹرمیڈیٹ کا ہوگا اس سطح پر وہی چار گروپ قائم رہیں گے اور وہی بنیادی نظریہ پیش نظر رہے گا، جو میٹرک کی سطح پر تھا۔ البتہ اس میں صرف پانچ پارے حفظ قرآن کے ہوں گے۔

﴿۵﴾...... آخری مرحلہ اعلیٰ تعلیم کا مرحلہ ہوگا۔ اب ''اسلامیات'' اور اردو کے لازمی مضمون کے علاوہ چاروں گروپ کے اسباق علیحدہ ہو جائیں گے۔ صرف حفظ قرآن کریم کے باقی پانچ پارے اور تاریخ اسلامی دور عثانی سے موجودہ دور تک ان دونوں چیزوں میں چاروں گروپس شریک ہوں گے، نیز قانون وزراعت وغیرہ کی اعلیٰ تعلیم کا آغاز بھی یہیں سے ہوگا، اس کے تحت: ﴿۱﴾ (میڈیکل کی پانچ سالہ تعلیم ہوگی، ﴿۲﴾ انجینئرنگ اور قانون کی چار سالہ تعلیم ہوگی اور ان میں سائنس کے بارے میں اسلامی نظریہ خصوصیت کے ساتھ پڑھایا جائے گا اور قانون کے لئے عربی اور اسلامی فقہ لازمی مضمون ہوں گے۔ ﴿۳﴾ درس نظامی مزید پانچ سالہ کا ہوگا، جس میں دورہ حدیث دو سال کا ہوگا، اس کے ساتھ ساتھ ڈگری اور بی اے کے امتحانات مکمل ہوں گے۔

﴿۶﴾...... آخری مرحلہ ایم فل اور پی ایچ ڈی کا ہوگا، اس میں متخصصین تیار ہوں گے، گویا کہ اس نصاب سے لگ بھگ تیس سال کے عرصے میں بیک وقت حافظ، عالم، ڈاکٹر اور انجینئر وغیرہ تیار ہوں گے۔ ظاہر بات ہے پھر تعلیم کے ساتھ تربیت بھی ہوگی جو کہ اسلامی اصولوں کے عین مطابق ہے اور تعلیم و تربیت سے مزین یہی نسل انقلاب کا پیش خیمہ ہوگی۔

تربیت کے فوائد وثمرات:

یکساں نصاب تعلیم و تربیت سے طبقاتی تقسیم کم ہو جائے گی، ہر شعبہ کی اسلامیات اس شعبہ میں پڑھائی جانے سے عوام کو اسلام کی ہمہ گیریت کا اندازہ ہوگا اور ہر شعبہ کے لوگ اسلام سے واقف ہوں گے، یکساں ڈگری ہونے کی وجہ سے طبقاتی محرومیاں دم توڑ دیں گے، جس طرح دنیوی علوم والے نوکریاں حاصل کر سکتے ہیں، اسی طرح دینی علوم والے بھی مستفید ہوں گے، مملکت خداداد پاکستان میں طبقاتی اعتبار سے یکسانیت آئے گی اور ریاستی ذمہ داران تعلیم و تربیت کے حوالے سے ہمہ گیر اور متفقہ پالیسی قوم کو دے سکیں گے۔ تعلیم کے ساتھ تربیت کا فائدہ احترام اساتذہ، علم، ادارہ، ملک اور عوام کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ یکساں اسلامی تعلیم و تربیت کے فروغ سے حب الوطنی کو فروغ اور لادینیت کا خاتمہ ہوگا۔ لسانی اور فرقہ وارانہ تقسیم ختم ہو جائے گی۔ مخلوط تعلیم پرائمری کے بعد بالکل ختم کر دی جائیگی۔ خواتین چونکہ معاشرہ کا اہم جزء ہوتی ہیں۔ تربیت کے حوالہ سے ان کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کے اداروں کے لئے خواتین ہی کا تقرر کیا جائے تا کہ خواتین کو مساوی حیثیت میں آگے بڑھنے کا موقع ملے اور خواتین اسلام کے حقوق سے خود مستفید ہو کر این جی اوز کے جالوں سے محفوظ رہیں۔ سیرت طیبہ ﷺ کے مطالعہ اور فروغ سے فرقہ واریت کا خاتمہ ہوگا، رواداری کو فروغ ملے گا۔

حواشی وحوالہ جات:

۱. سورۃ العلق: آیت ۱۔۴

۲. ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید سنن ابن ماجہ، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۹۵ھ، ج ۱، ص ۸۳، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم۔

۳. سورۃ النحل، آیت ۸

٤. فیروز آبادی، القاموس المحیط، دارالفکر بیروت، ج ٤، ص ۱۵۳،

۵۔ نفس المصدر

۶۔ راغب اصفهانی، المفردات، مصطفی البابی الحلبی، مصر ۱۹۶۱ء، ص۳٤۳

۷۔ ملا علی قاری، مرقلة المفاتیح، شرح مشکوة المصابیح، ج۱، ص۳٤۳، ملتان، پاکستان

۸۔ پروفیسر خورشید احمد، اسلامی حیات، شعبه تصنیف و تالیف ترجمه کراچی یونیورسٹی، ۹۳، ص٤۲۲

۹۔ Bng. e. Urdu the students standard english urdu dirict ory/anjuman taraqqi urdu word orgilis ames lows, P.114 Lahor

۱۰۔ نفس المصدر

۱۱۔ Word orgilis ames lows, P:114 Lahorm, Milton/ Aregagitica and other prose

۱۲۔ المعجم اردو عربی، دارالاشاعت کراچی، ص۲۱۲، ماده (ترب)

۱۳۔ سورة التحریم، آیت٦

۱٤۔ ابوعائش عبدالمنعم، تربیت البنات فی الاسلام، ص٤۱

۱۵۔ الفتح مع البخاری، لابن حجر العسقلانی، ج۹، ص۱۳٦، و شرح النووی، علی مسلم لمحی الدین النووی، ج۲، ص٤۱۳۔٤۱۲

۱٦۔ احمد فی المسند، ج۳، ص۸۷، و ابوداود رقم الحدیث: ٤۹۵، والمستدك للحاكم، ج۱۰، ص۱۹۷

۱۷۔ احمد فی المسند، ج۳، ص۷۷۔۷۸ و ترمذی فی السنن، کتاب البروالصلة، باب ماجاء فی ادب الولدا، ج٤، ص۳۳۸، رقم الحدیث: ۱۹۵۲، تحفة الودود، عبدالمنعم ابراهیم، ص۲۳۱، المکتبة التجاریة، والطبرانی فی الکبیر، ج۱۲، ص۳۲۹، رقم الحدیث: ۱۳۲۳، وا بیهقی فی شعب الایمان، رقم الحدیث: ۸٦۵٤

۱۸۔ بیهقی فی الشعب، ج٦، ص٣٣٩، رقم الحدیث: ٨٦٥٥

۱۹۔ سورة آل عمران، آیت٧٩

۲۰۔ دارالتربیة الخلاقیة الاسلامیة، ص٣

۲۱۔ سورة لقمان، آیت ١٣

۲۲۔ سورة لقمان، آیت ١٩

۲۳۔ سورة المائده، آیت ٤٤

۲٤۔ سورة المائده، آیت٦٣

۲٥۔ ابن حجر عسقلانی الفتح مع البخاری، فی الجنائز، باب اسلم الصبی فمات هل یصلی علیه، وفی باب ما قیل فی اولاد المشرکین، الفتح، ج٣، ص٢٦٠، ٢٩٠ و مسلم، فی القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة النووی، ج١٦، ص، ٢٠٧۔٢١٠

۲٦۔ ابن حجر عسقلانی، الفتح، ج١، ص١٩٩٤۔١٩٩٥

۲۷۔ تربیت البنات فی الاسلام، عبدالمنعم ابراهیم، ص٢٤

۲۸۔ ترمذی، جامع سنن الترمذی، ج٤، ص٢١٠

۲۹۔ نفس المصدر، ص، ١٣٢، الحدیث: ٢٦٩١، سلیمان بن الاشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، دارالفکر، بیروت، لبنان، ج٣، ص٣١٢، سنن ابن ماجه، ج١، ص٩٦، رقم الحدیث: ٢٣

۳۰۔ نفس المصادر

۳۱۔ ترمذی، جامع السنن، ج٤، ص٢٩٤، حاکم ابوعبدالله النیسا بوری، المستدرك، دارالکتب العلمیة، ج١، ص١٦٥

۳۲۔ ترمزی، جامع السنن، ج٤، ص٢٩٥

۳۳۔ علی متقی الهندی، کنز العمال، ص٩٦

۳٤۔ سنن الدارمی، رقم الحدیث: ٣٣٧

۳٥۔ ابن ماجه، سنن ابن ماجه، ج١، ص٩٦

۳۶۔ نفس المصدر، ص۳۱۳، رقم الحدیث: ۲٦۹٤، دارمی، ص۱۰۰، رقم الحدیث ۲۸۹

۳۷۔ کنزالعمال، رقم الحدیث: ۲۸۷۰۱

۳۸۔ ترمذی، جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۲۵۵۷

۳۹۔ مجمع الزوائد، ج۱، ص٤۷۳رقم الحدیث: ۹۸٤، دارمی، ج۱، ص۱۰٦، رقم الحدیث: ۳۲٤

٤۰۔ مجمع الزوائد، ج۱، ص ۳۳۰، کنز العمال، رقم الحدیث ۲۸۸۳۸

٤۱۔ سراغ زندگی، عبدالقیوم حقانی، ص۱۰۰، مولانا شهاب الدین الندوی، اسلام میں علم کا مقام و مرتبہ، مجلس نشریات اسلام کراچی، ۱۹۹٤ء

٤۲۔ شعب الایمان، للامام البیهقی، ج٦، ص٤۱۵، رقم الحدیث ۷۸۲۰

٤۳۔ للامام احمد، مسند، ج٤، ص۱۵٤، ادب المفرد، البخاری، رقم الحدیث:۷٦، ابن ماجه، سنن ابن ماجه، رقم الحدیث: ۳٦٦۹، سلسلة الصحیحة، للعلامة الشیخ الالبانی، رقم الحدیث ۲۹٤

٤٤۔ سراغ زندگی، عبدالقیوم حقانی، ص۱۰۰

٤۵۔ نفس المصدر

٤٦۔ مبارك پوری، قاضی اطهر، خیرالقرون کی مثالی درسگاهیں، ص۲٦، ۲۷، بحواله طبقات ابن سعد، اور مستدرك حاکم، ج۱، ص۵۷۲

٤۷۔ ابن حجر، الاصابه فی تمییز الصحابه، ج۲، ص۹۰، فتوح البلدان، للبلازری، ص٤۵۹

٤۸۔ ابن عبدالبرالاندلسی، جامع البیان، ج۲، ص٦، اور صحیح البخاری، باب امامة العبدوالمولی

٤۹۔ ابن هشام، سیرت النبی ﷺ، ج ٤۲٤، اور اسدالغابه، ج٤، ص۳٦۹

۵۰۔ مبارك پوری، قاضی اطهر، خیرالقرون کی درسگاهیں، اور ان کا

نظام تعلیم و تربیت، ص٤١
٥١. نفس المصدر،ص ٤٨-٥٠
٥٢. نفس المصدر، ص٥٨
٥٣. ایضاش، ص٥٨-٦١
٥٤. نفس المصدر، ص٩٦-٩٨
٥٥. محمد عبدالمعبود، عهد نبوی ﷺ میں نظام تعلیم، ص٦١، بحواله مستدرك حاكم، ج٣، ص٣٢٢
٥٦. محمد زكريا كاندهلوی، حياة الصحابة، ج٣، ص٣١٤
٥٧. محمد عبدالمعبود، عهد نبوی ﷺ میں نظام تعلیم، ص٦١، بحواله حلية الاولياء، ص٢٥
٥٨. نفس المصدر، ونفسس الصفحه
٥٩. مباركپوری، قاضی اطهر، خيرالقرون كی درسگاهیں، ص١٤٦-٣٣٤
٦٠. محمد عبدالحمید، ڈاکٹر،عهد نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی، ص٤-٢٠٥
٦١. لیاقت علی خان، ڈاکٹر، پاکستان کے لئے مثالی نظام تعلیم کی تشکیل تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں، تحقیق و مراجع و زارت مذهبی امور
٦٢. سورة آل عمران، آیت ١٦٤
٦٣. الخلاوری، عبدالرحمن، اصول التربية الاسلامية و اساليبها فی البيت والمدرسة و المجتمع، دارالفكر، دمشق، سوريا، ١٩٨٣ء
٦٤. قاضی بیضاوی، انوار التنزيل و اسرار التاويل، المعروف بالتفسير البيضاوی، ج١
٦٥. اصفهانی، امام راغب، كتاب المفردات، بذيل مادة (ترب)
٦٦. مجله، معارف اسلامیه کراچی ١٩٩٩ء، ص٥٨

٦٧. سورة الجمعة، آیت ۲

٦٨. سورة البقرة، آیت ۲۹، سورة آل عمران، آیت ١٦٤، سورة النازعات، آیت ۱۷،۱۸، سورة الشمس، آیت۹، ۱۰، سورة آل عمران، آیت ۱۳۲، سورة الحشر، آیت۷، سورة آل عمران، آیت۳۲، سورة النجم، آیت۹

٦٩. مقالہ نگار، ڈاکٹر، صلاح الدین ثانی، ج۱، ش۱، ص۵۷، ۱۹۹۹۔

٧٠. سورة البقرة، ۱۵۱

٧١. صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل، کتاب مناقب الانصار

٧٢. شمس الدین، ابی عبدالله محمد احمد بن عثمان، معرفة القرأ الکبار، ج۱، ص۲۸

٧٣. ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج۲، ص۱۰

٧٤. ابن حجر العسقلانی، سبك الدین، ابی الفضل احمد بن علی بن حجر، تهذیب التهذیب، ج۷، ص۳۳

٧٥. الصابونی، محمد علی التبیان فی علوم القرآن، ص٦٨

٧٦. محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج۲، ص٣٤٥

٧٧. نفس المصدر، ص٣٤٢

٧٨. ابن احمد، ڈاکٹر، فجر الاسلام، ج۲، ص۱۷۵

٧٩. نفس المصدر، ایضاً، ص۱۷۱

٨٠. ابن ماجه، ابوعبدالله محمد یزید، سنن ابن ماجه، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ١٣٩٥ھ، ج۱، ص۸۳

٨١. الالبانی، محمد ناصر الدین، سنن ابی داؤد، ج۲، ص٦٩٥، رقم الحدیث: ٣٦٤٥، سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۷۱۵، طبقات بن سعد، ج۲، ص۲۲، خیرالقرون کی درسگاهیں، ص۱۸۸

٨٢. مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، ج۱۰، ص۸۱

٨٣. البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج۲، ص۹۳، صحیح مسلم، ج۵، ص۱۷٤

٨٤. الترمذی، شمائل الترمذی، ص١٤١

٨٥. نفس المصدر، ص ٢٢١

٨٦. البخاری، محمد بن اسماعیل، الادب المفرد، دار البشائر الاسلامیة، بیروت، ١٤٠٩ھ، ص٥١١، صحیح المسلم، ج٦، ص١٦٥ سنن ا لنسائی، ج٨، ص٢٢٠

٨٧. مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، ج١، ص١٧٢، صحیح البخاری، ج٣، ص٢٢، سنن نسائی، ج١، ص٢٣٤

٨٨. حاکم، المستدرك، ج٤، ص٣١٢، الفردوس الدیلمی، ج٢، ص٣٥

٨٩. سورة الاحزاب، آیت٢١

٩٠. ابوعائش عبدالمنعم ابراهیم، تربیة البنات فی الاسلام، ص٢٤

٩١. مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٢٨٦٥

٩٢. حدیث کے الفاظ ہیں: "من سئل عن علم ثم کتمه الجم یوم القیامة بلجام من النار" جامع الصحیح سنن الترمذی، ج١، ص٧٧، حدیث نمبر: ٢٦٤٩

٩٣. ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج٦، ص٣٤٠، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٢٣٨، سورة کهف، آیت ٦٠

٩٤. مبارك پوری، قاضی اطهر، خیر القرون کی درسگاهیں اور ان کا نظام تعلیم و تربیت، ادارة اسلامیات، لاهور، ٢٠٠٠ء، ص١٣١، بحواله اشرف اصحاب الحدیث، خطیب بغدادی، مطبوعة، ترکی، ص ١٢١ اور ٦٥

٩٥. خطیب بغدادی، الفقیه والمتفقه، مطبوعه، بیروت، ج٣، ص٧٢

٩٦. الذهبی، شمس الدین، محمد بن احمد، تذکرة الحفاظ، مطبوعة، جامعه عثمانیه، حیدرآباد دکن، ج١، ص٥٨

٩٧. سورة البقرة، آیت ٢٣٨

٩٨. مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، حدیث نمبر:٨٧٦

٩٩. فضل الله، سلوك الملوك، مطبوعه، حیدرآباد دکن، ١٩٦٦ء، ص٢

۱۰۰۔ کالج آف ایجوکیشن فلوریڈا یونیورسٹی، بہتر تدریس بہتر مدارس، مترجم غلام رسول مہر شیخ، غلام علی اینڈ سنز، کراچی، ۱۹٦۷ء، ص۱۰

۱۰۱۔ Gullick, robert by Muhammad educator translat publication lebor, 1975, P.109

۱۰۲۔ محمد بن الاثیر الجزری، جامع الاصول، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۷ء، ج۷، ص۳۸۸، رقم الحدیث: ٥٤٤٥

۱۰۳۔ عبدالله بن وهب بن مسلم القرشی، الجامع فی الحدیث، دارابن الجوزی، الریاض، ۱۹۹٦ء، ج۱، ص۱۷۰، جامع البیان، لابن عبدالبر، ج۲، ص١٦٤

۱۰٤۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری

۱۰٥۔ احمد فی المسند، والطبرانی، عن ابی امامة الباهلی، بحواله علی دکتور اسماعیل، الحوار منهجا و ثقافة، دارالسلام، قاهرة، مصر ۲۰۰۸ء، ص۸۰۔۸۱

۱۰٦۔ البخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب اتخاذ السراوی، باب ۱۱، حدیث:۲۸، ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج٦، حدیث ۳۰۱۱، نظام الحکومة النبویة، للکتانی، ج۲، ص۲۳۲، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب فضل من یموت له ولد فیحستسبه، ج۲۷، ص۳۹، حدیث: ۱٥۹

۱۰۷۔ البلازی، فتوح البلدان، مطبوعه، القاهرة، ۱۹٥٦ء، ص٤٥٨۔٢٤٢

۱۰۸۔ العفیفی، عبدالله، المرأة العربیة فی جاهلیتها واسلامها، مطبعة، المعارف، مصر، ۱۹۳۰ء، ج۲، ص۱۳۹، ونظام الحکومة للکتانی، النبویة، ج۲، ص٤٣٢

۱۰۹۔ آئینہ حقیقت نما، ص۵۷

۱۱۰۔ گستاولی بان، ڈاکٹر، تمدن عرب، مترجم، مولولی سید علی بگرامی، مطبوعة، مفید عام آگرہ، ۱۹۹۶ء، ص۶۱

۱۱۱۔ ضیاء الدین احمد، پروفیسر، آل پاکستان ایجوکیشن کانفرنس، کراچی ۱۹۹۵ء، ص۸٤

۱۱۲۔ نفس المصدر، ص۹۷

۱۱۳۔ ماھنامہ، البلاغ، کراچی، مدیر اعلیٰ، مفتی تقی عثمانی، باب جمادی الاخری، ۱٤۱۵، ص۱۸۔۲٤ ۔

۱۱٤۔ سہ ماھی، وفاق ملتان، مدیر، ابن الحسن عباسی، شمارۃ۲، بابت، ماہ شوال، ۱٤۲۱ء، ص۵

۱۱۵۔ پیغام سرحد (خیبر پختون خواہ) مسلم اسٹوڈنٹ فیڈریشن کے نام، ۱۲ جون ۱۹٤۵ء، ماھنامہ، افکار معلم، لاھور، مدیر، ظفر حجازی، اگست ۱۹۹۷ء

۱۱٦۔ ایضاً، ڈھاکہ یونیورسٹی، طلباء کے نام، جنوری ۱۹٤۳ء، ص۲۳

۱۱۷۔ مسلم فیڈریشنن کے نام، ۱۹٤۵ء، ص۲۳

۱۱۸۔ سید مصطفیٰ علی بریلوی، شهید ملت لیاقت علی خان، آل پاکستان کانفرنس، کراچی ۲۰۰۱ء، ص۵٦

۱۱۹۔ محمد تقی عثمانی، ھمارا تعلیمی نظام، مکتبہ دارالعلوم، کراچی ۱٤۱۵ھ، ص٤۵

۱۲۰۔ یہ تخریج حدیث پہلے پیش کی جاچکی ھے۔